پاکستان میں ایکسٹرنل شریعہ آڈٹ کے نفاذ کے بعد اس کو درپیش چیلنجز کا ماہرین کی آراء کی روشنی میں عملی جائزہ

Post Implementation Challenges towards External Shariah Audit in Pakistan: A Synthesis of Experts Views

*عمر سعید
**محمد اسماعیل

Abstract

Providing its services in accordance with the principles of Shariah and maintaining the trust of stakeholders is essential for the existence of Islamic financial institutions. Islamic banks should be run under an integrated and regulated standard system called Shariah Governance Framework (SGF) The SBP, AAOFI and IFSB have proposed separate governance frameworks, However, the framework issued by the SBP is characterized by the fact that external Shariah audit is an important component of it which aims to ensure the independent and sovereign accountability of Islamic financial institutions. This means that Islamic financial institutions will no longer be content with internal sources such as internal Shariah audits and reviews to verify Shariah compliance, but will necessarily have to verify it with an external third party called an external Shariah audit. However, after the mandatory implementation of this type of audit in Pakistan, there are many problems that exist in this regard like disinclination of experts, uniformity in the duration of audit and burden of responsibilities, non-standardization in the affairs of Islamic financial institutions, lack of precautionary measures taken by regulators, lack of curriculum and proper training, lack of detailed framework or format and lack of career counseling etc. This research paper covers these difficulties in the light of expert opinions.

KEYWORDS: *External Sharia Audit, Islamic Banking, Issues in Shariah Governance, Pre Implementation, SGF, Shariah Audit*

*پی ایچ ڈی اسکالر، اسلامک بیزنس اینڈ فینانس، ائی ایم سائنسز پشاور
**پی ایچ ڈی اسکالر، اسلامک بیزنس اینڈ فینانس، ائی ایم سائنسز پشاور

ایکسٹرنل شریعہ آڈٹ پر اٹھنے والے اعتراضات

ایکسٹرنل شریعہ آڈٹ کی لازمی تنفیذ کے بعد مختلف حلقوں کی جانب سے اس پر اعتراضات اور سوالات اٹھائے جاتے ہیں ان میں سے چند چیدہ چیدہ سوالات یہ ہیں:

خود مختاری (Independency)

جس طرح اسلامی مالیاتی اداروں کے شریعہ کمیٹی کے ممبرز کی خود مختاری پر سوالات اٹھائے گئے ہیں کہ شریعہ بورڈ کا رکن اپنی ذمہ داری کی ادائیگی میں شفافیت کا مظاہرہ کس طرح کرے گا درانحالیکہ وہ اس مالیاتی ادارے کے ماتحت ہوتا ہے اور اس کے عزل و نصب کا اختیار بھی اس ادارے کے ہاتھ میں ہوتا ہے اس پر مستزاد یہ کہ اس رکن کا مالی مفاد بھی اسی ادارے سے وابستہ ہوتا ہے چنانچہ ان حالات میں دیے گئے فتویٰ میں ادارے کے مالی مفاد کا شائبہ ضرور ہوگا۔ اسی طرح ایکسٹرنل شریعہ آڈٹ کے لیے ایس بی پی کی طرف سے مقرر کردہ طریقہ کار کو بغور پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ایزا میں کسی مالیاتی ادارے کے شریعہ بورڈ یا اس کے ممبر کی طرف سے جاری کئے گئے فتاویٰ جات کی چھان بین کی جاتی ہے اور یہ تسلی کی جاتی ہے کہ اس مالیاتی ادارے کا نظام العمل ان فتوؤں کے مطابق ہے یا نہیں۔ اس سے پھر وہی سوال اٹھتا ہے کہ کسی کو اپنے کئے گئے احتساب کا ذمہ دار کیسے بنایا جاسکتا ہے؟ یہی وجہ ہے کہ اسلامی معیشت اور بینکاری کے ماہرین نے اس طرز عمل سے کھل کر اختلاف کیا ہے اور اس بات پر زور دیا ہے کہ ایزا کے لیے ایک ایسا طریقہ کار وضع کیا جائے جس میں کسی اسلامی مالیاتی ادارے کے جملہ مالی و غیر مالی معاملات کا آزادانہ جائزہ فریق ثالث سے کرایا جائے کہ حقیقت میں بھی اس مالیاتی ادارے کے معاملات شریعت کے اصولوں کے مطابق ہے بھی یا نہیں؟ آزادانہ رائے کا قیام کھاتہ داروں اور گاہکوں کے اعتماد اور اطمینان کو بڑھانے کے لیے ضروری ہے بر خلاف پہلی صورت کے جس میں مالیاتی اداروں کے معاملات کو شریعہ بورڈ کے رکن کے فتوؤں کی روشنی میں چیک کیا جاتا ہے کہ اس سے کھاتہ داروں یا گاہکوں کا اعتماد کمزور ہوتا جارہا ہے۔

قابلیت یا در کار صلاحیت کا فقدان (Lack of competency)

رحمان (۲۰۱۲) نے اس اہم مسئلہ کی طرف توجہ مبذول کرائی ہے کہ ایکسٹرنل آڈٹ میں معاملات کا آزادانہ جائزہ ہی ہونا چاہیئے جس کے لیے ضروری ہے کہ ایکسٹرنل آڈیٹر کا شرعی علوم کا مستویٰ شریعہ بورڈ کے ممبران سے

زیادہ ہونا چاہئیے یا کم از کم اس کے پاس اتنا شرعی علم ہو کہ وہ فقہ کے اہم اور مشکل مباحث کو سمجھ سکیں اور اسلامی مالیاتی اداروں کے سیاق میں ان کے تنفیذ کے عملی پہلو سے باخبر ہو کہ آیا یہ معاملات اسلامی مالیاتی ادارے کے اپنی ہی شریعہ بورڈ کی طرف سے جاری کردہ احکامات اور فتوؤں سے ہم آہنگ ہیں یا نہیں؟ چنانچہ اگر کسی آڈیٹر کا علمی مستویٰ مذکورہ معیار کے مطابق نہ ہو تو وہ کس طرح کسی معاملے کے شرعی یا غیر شرعی ہونے کے بارے میں رائے دے سکتا ہے۔ یہاں اس ضمن ایک اور مشکل بھی درپیش ہے کہ ایکسٹرنل آڈٹ کے لیے صرف یہ کافی نہیں ہے کہ آڈیٹر کے پاس شریعت کا علم ہونا کافی نہیں بلکہ اس کے پاس مروجہ آڈیٹنگ کے قواعد وضوابط کا ضرورت کے درجے میں علم ہونا بھی ضروری ہے کیونکہ یہاں معاملہ صرف شرعی علم کا نہیں ہے اس لیے کہ کسی معاملے میں رائے قائم کرنے کے لیے رائے دہندہ کا اس کے تمام پہلوؤں سے باخبر ہونا ضروری ہے چنانچہ شرعی علوم پر دسترس رکھنے والے آڈیٹرز کو مروجہ آڈٹ کے قواعد وضوابط اور ان کی عملی صورتوں کے بارے مناسب ٹریننگ کی ضرورت ہے۔[1]

ایکسٹرنل شریعہ آڈیٹر کے تنصیب کے لیے معیار کا نہ ہونا

شریعہ آڈٹ چاہے انٹرنل ہو یا ایکسٹرنل، اسلامی مالیاتی اداروں کے معاملات کو شریعہ کے اصولوں کے مطابق چلانے کو یقینی بناتا ہے لیکن ایس جی ایف نے شریعہ آڈیٹر کی ہائرنگ کا کوئی پیمانہ مقرر نہیں کیا جس سے آڈیٹر کی صلاحیت پر سوالیہ نشان پیدا ہوتا ہے کیونکہ ناتجربہ کار آڈیٹر معاملات اور ٹرانزکشن کا درست محاسبہ نہیں کر سکتا جس سے شریعہ کے اہم اصول "امانۃ" کی خلاف ورزی ہوگی جس کی وجہ ناتجربہ کار آڈیٹر کی رپورٹ قابل اعتماد نہیں ہوگی۔ چنانچہ ضروری ہوا کہ ایکسٹرنل شریعہ آڈیٹر کی تنصیب کے لیے کم از کم معیار مقرر ہونا چاہئے۔[2]

ایزار پورٹ کو مشتہر کرنے پر پابندی لگانا

اسلامی مالیاتی اداروں اور ان کے گاہکوں کے درمیان اعتماد کا ایک رشتہ قائم ہوتا ہے، جس کی وجہ سے گاہک اس بابت مطمئن ہوتا ہے کہ ادارے اس کے فنڈز اور ڈیپازٹ کا منافع بخش حلال جگہوں میں سرمایہ کاری کرے گا اسی اعتماد کا شاخسانہ ہے کہ پاکستان میں اسلامی مالیاتی اداروں کے پاس ڈیپازٹ کا حجم مسلسل بڑھتا جارہا ہے۔ اس اعتماد کی اہم وجہ ان قدآور علماء کرام کی سرپرستی ہے جو پوری دنیا میں اسلامی مالیاتی نظام کے بانیان میں سے ہیں اور یہ خالصتاً عقیدت کے بنیاد پر قائم ودائم ہے جس کے فوائد اور نقصانات دونوں اپنی جگہ مسلم ہیں۔ ایس بی پی نے ان اداروں پر گاہکوں کا اعتماد بڑھانے کے لیے ایک خالص مادی طریقہ اپنایا ہے جس کو ایزا کہا جاتا ہے جس کے

ذریعے کسٹمرز کو اعتماد دلایا جاتا ہے کہ آپ کا سرمایہ حلال جگہوں میں لگایا جاتا ہے اور ادارہ اس حوالے سے کسی قسم کی کوتاہی نہیں برتتا ہے اور دلیل اس پر یہ ہے کہ اس ادارے کے جملہ معاملات کے شیعت کے مطابق ہونے کی تصدیق تیسرے فریق سے کی جاچکی ہے، اور اگر وہ ادارہ شرعی احکامات پر عملداری کے حوالے سے کسی قسم کی کوتاہی کا ارتکاب کرتا ہے تو اس کو فریق ثالث کے ذریعے ایس بی پی یا دیگر منتظمین کے علم میں لایا جاتا ہے اور اس کے خلاف مناسب تادیبی کاروائی کی جاتی ہے۔ اس تفصیل سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ایزا کی رپورٹ کی روشنی میں ایس بی پی گاہکوں کو اجمالاً کسی ادارے کے جملہ معاملات شریعت کے مطابق ہونے کا اعتماد دلاتا ہے اور اگر ایزا کی طرف سے کسی کمی یا کوتاہی کی نشاہدہی کی گئی ہو تو اسے پبلک کرنے کی بجائے اندرون خانہ حل کرنے کی کوشش کی جاتی ہے جس کا لازمی نتیجہ یہ ہے کہ ایس بی پی کی طرف سے ایزا کی رپورٹ مشتہر کرنے کی اجازت نہیں ہے جس سے اعتماد کے بجائے عدم اعتمادی کی فضا پیدا ہوتی ہے جو اسلامی مالیاتی اداروں کے لیے زہر قاتل ہے۔ اگرچہ ایس بی پی نے معقول وجوہات کی بنا پر اس کے مشتہر کرنے سے روکا ہے تاکہ لوگ اپنی فہم کے مطابق اس کی تشریح نہ کر پائیں لیکن اہل علم کی طرف سے اس فیصلے پر معقول سوالات کا اٹھنا ہونا طبعی امر ہے۔

پاکستان میں ایکسٹرنل شریعہ آڈٹ کی راہ میں حائل رکاوٹیں

پاکستان میں ایزا کے نفاذ کے حکم کے بعد اس پر عملی طور پر عمل درامد کے سلسلے میں کئی رکاوٹیں حائل ہیں جن کی وجہ ایزا اپنی مطلوبہ مقاصد مؤثر طریقے سے حاصل نہیں کر پائیں۔ ان میں سے چند بڑی بڑی رکاوٹیں مندرجہ ذیل ہیں:

- لٹریچر، رجال کار کی کمی اور شریعہ آڈیٹر کے لیے درکار دیگر ضروری صلاحیتیں (ایزا کے لیے درکار صلاحیتوں کا فقدان

محمد احمد کے مطابق آڈٹ کی نفاذ میں حائل سب سے بڑی رکاوٹ لٹریچر کی عدم دستیابی ہے جو آڈٹ کے مراحل، ہدایات اور آڈٹ کے لیے درکار کم سے کم تعلیم کے حوالے سے راہ نمائی کر سکیں۔ اسی طرح آڈٹ کے لیے درکار رجال کار اور ان کے صلاحیتوں کا بھی فقدان ہے۔[3] کسی بھی ایکسٹرنل شریعہ آڈیٹر کے لیے ضروری ہے کہ اس کے پاس اسلامک بینکنگ کے اپریشنز سے کماحقہ واقفیت ہو اور ساتھ میں آڈٹ کے لیے درکار شریعہ علم بھی حامل ہو۔ کیونکہ ایزا کا صرف ایک نکاتی ایجنڈا اور وہ یہ کہ کسی اسلامی مالیاتی ادارے کے جملہ معاملات کا شریعت کے اصولوں اور فتوؤں سے تصدیقی موازنہ کر کے اس حوالے سے اپنی آزادانہ رائے قائم کرنا اور ظاہر ہے کہ اس

تصدیقی عمل کے لیے خود آڈیٹر کے پاس شریعت کا علم ہونا چاہئے بالخصوص اسلامی مالیات سے متعلق مناسب علم کا ہونا از حد ضروری ہے۔ ورنہ وہ کسی اسلامی مالیاتی ادارے کے معاملات کا شریعت کے مطابق ہونے یا ہونے کے بارے رائے دے سکنے کے قابل نہیں ہوگا۔ ایسی صورتحال میں وہ لامحالہ اس اسلامی مالیاتی ادارے کے انٹرنل آڈٹ پر اعتماد کرے گا جس سے ایزا کے نفاذ کا بنیادی مقصد فوت ہو جاتا ہے۔ اس پر مستزاد کسی بھی ادارے کا آڈٹ کرنے سے پہلے جامع آڈٹ پلان کا مرتب کرنا ضروری ہوتا ہے جس میں ادارے کے ان کھاتوں یا ڈیپارٹمنٹس کو آڈٹ کے لیے چنا جاتا ہے جن میں غبن یا کوتاہیوں کا وقوع ممکن ہو۔ کنونشنل آڈٹ میں ایکسٹرنل آڈیٹر کے پاس چونکہ مروجہ مالیاتی نظام کا کافی شافی علم ہوتا ہے اس لیے وہ جلد از جلد ایسے مشتبہ مواقع کو اپنا ہدف بنا سکتا ہے برخلاف ایکسٹرنل شریعہ آڈٹ کے کہ جہاں شریعہ آڈیٹر کے پاس شرعی علم نہیں ہوتا لہذا ان کے لیے ایسے اہداف کا سراغ لگانا کافی دشوار ہو جاتا ہے جن میں غبن یا کوتاہی کا وقوع ممکن ہو۔ اس لیے وہ اپنا آڈٹ پلان متعلقہ ادارے کی فراہم کردہ معلومات پر بنانے کا محتاج ہوتا ہے جس پر آڈیٹر کی خود مختاری پر سوالات اٹھنا شروع ہو جاتے ہیں۔ اس باب میں رجال کار دو انتہاؤں پر ہیں بعض ایسے ہیں کہ جن کے پاس وافر مقدار میں صرف شرعی علم ہے یعنی وہ شرعی احکام کے وہ ماہر ہیں جبکہ دیگر بعض ایسے ہیں کہ جن کے پاس صرف مروجہ آڈٹ کا تفصیلی علم ہوتا ہے لہذا ایزا کے مؤثر ہونے کے لیے ان دو انتہاؤں کو ختم کر کے ایکسٹرنل آڈٹ کے لیے ایسے رجال کار کی تیاری ضروری ہے جن کے پاس مناسب شرعی علم ہونے کے ساتھ ساتھ مروجہ آڈٹ کے بھی ماہر ہوں۔ لیکن عملاً اس طرح کی صورتحال کا واقع ہونا ناممکن تو نہیں لیکن مشکل ضرور ہے اور اگر مشکل نہ بھی ہو تب بھی شریعہ آڈیٹر کے لیے اس طرح کا علمی معیار مقرر کرنا دوسری کئی خرابیوں کو جنم دیتا ہے جو ایزا کے نفاذ میں بہت بڑی رکاوٹ بن جاتی ہے جو کئی دیگر خرابیوں کا سبب ہیں مثلاً:

- رازداری کا فقدان

جیسا کہ ہم نے ذکر کیا کہ ایزا کے نفاذ کے لیے ایسے رجال کی تیاری ضروری ہے جن کے پاس شرعی علم ہونے کے ساتھ ساتھ مروجہ اڈٹ کا علم بھی ہو۔ اس معیار پر اترنے والے لوگ صرف اور صرف وہ ہو سکتے ہیں جو عملاً کسی مالیاتی ادارے کے ساتھ منسلک ہو اور ان کے پاس اسلامی مالیات اور ادارے کے مالی معاملات کا کافی شافی علم ہو، ایس بی پی ہدایات کے مطابق کوئی ایسا شخص جس کا کسی مالیاتی ادارے کے ساتھ کسی بھی قسم کا مفاد وابستہ ہو وہ اس ادارے کے آڈٹ کے لیے نامزد ہو سکتا ہے اور نہ ہی ایسے آڈٹ فرم کے ساتھ بطور آڈٹ ٹیم ممبر

وابستہ ہو سکتا ہے جو اس ادارے کا آڈٹ کرنے جا رہا ہے۔ البتہ ایسا شخص اپنے مالیاتی ادارے کے علاوہ دیگر اسلامی مالیاتی اداروں کا آڈٹ کر سکتا ہے جو کہ مالیاتی اداروں کے لیے کسی بھی صورت میں قابل قبول نہیں۔ کیونکہ بطور آڈیٹر کسی ادارے کا سارا سارا ظاہری اور پوشیدہ دونوں قسم کا ریکارڈ اس کے سامنے آجاتا ہے اور ظاہر ہے کوئی بھی ادارہ ایسا ریکارڈ اپنی حریف کے ساتھ شریک کرنے پر رضامند نہیں ہو گا۔

- ایزا کے دائرہ کار اور طریقہ کار کے حوالے سے پایا جانے والا ابہام

ایزا کی راہ میں ایک اور بڑی رکاوٹ اس کے دائرہ کار کے حوالے سے پایا جانے والا ابہام ہے یعنی ایس بی پی کی طرف سے جاری کردہ ایس جی ایف ۲۰۱۵ میں یہ بات واضح نہیں ہے کہ آیا ایکسٹرنل شریعہ آڈیٹر صرف معاملات کی کمپلائنس کو دیکھے گا یا دیگر چیزوں مثلاً فائنانس اور آئی کو بھی دیکھے گا۔ اسی طرح ایزا کے طریقہ کار میں بھی ابہام ہے کہ آڈٹ کرنے کے لیے کن فارمیٹس پر عمل کیا جائے گا۔

Discussions and Analysis

ریسرچ پیپر کے اس حصہ میں ماہرین سے کی جانے والے انٹرویوز کی روشنی میں پاکستان میں ایکسٹرنل شریعہ آڈٹ کی راہ میں حائل رکاوٹوں اور چیلنجز کا تجزیہ پیش کیا ہے۔ انٹرویوز کی نتیجے میں شرکاء نے جن چیلنجز کی نشاہدی کی ہے ان میں رجال کار کی کمی، مالی پیکجز کا مارکیٹ سے کم ہونا، ترقی کے مواقع کا ناپید ہونا، مناسب تربیت کا فقدان، تعلیمی اداروں میں نصاب سازی کا نہ ہونا، اسلامی مالیاتی اداروں کے معاملات میں عدم یکسانیت، آڈٹ کے لیے سٹینڈرڈائزڈ فارمیٹ کی عدم دستیابی، ذمہ داریوں کا بوجھ اور کیریئر کونسلنگ کا فقدان سر فہرست ہیں۔ ذیل میں ترتیب وار تمام چیلنجز کا تذکرہ کیا جائے گا۔

ا۔ ماہرین کی بے رغبتی

اس کا مطلب یہ ہے کہ ایسے لوگ جن کے پاس شریعہ اور مروجہ آڈٹ دونوں کا خاطر خواہ علم ہو وہ ایکسٹرنل شریعہ آڈٹ کو بطور پیشہ اختیار کرنے میں دلچسپی نہیں لیتے بلکہ وہ اس فیلڈ کو بطور آخری سہارا کے استعمال کرتے ہیں اس کے کئی وجوہات ہو سکتی ہیں مثلاً:

- نسبتاً مالی پیکجز کا کم ہونا
- ترقی کے مواقع کا فقدان

اس بابت شریک نمبر (4) کا موقف یہ تھا کہ "میں عرصہ چار سال سے اس فیلڈ میں کام کر رہا ہوں، ایس جی

ایف کے بالعموم اور ایکسٹرنل شریعہ آڈٹ کے تنفیذ سے بالخصوص اسلامی مالیاتی اداروں کے جملہ معاملات میں پہلے سے بہت بہتری دیکھنے میں آئی ہے اور اس میں مزید بھی بہتری لائی جاسکتی ہے لیکن اس سلسلے میں ریگولیٹر، اسلامی مالیاتی ادارے، آڈٹ فرمز اور خود ایکسٹرنل شریعہ آڈیٹرز کو کئی چیلنجز درپیش ہیں یہاں خاص کر اگر ہم ایکسٹرنل شریعہ آڈٹ کو درپیش چیلنجز کی بات کریں تو میری ذاتی مشاہدہ اور تجربہ میں جو چیزیں آئی ہیں وہ آپ کے ساتھ شیئر کرتا ہوں مثلاً:

پہلا چیلنج جو بہت اہم ہے اور اس کو دور کرنا انتہائی ضروری بھی، وہ ہے مالی پیکجز یا تنخواہ اور دیگر مراعات میں نسبتاً کمی۔۔۔اور یہی وہ چیز ہے جو اچھے خاصے اور ذی استعداد لوگوں کو اس طرف آنے سے روکتی ہے۔۔اس میں کوئی شک نہیں کہ ایکسٹرنل شریعہ آڈٹ کی وجہ سے اسلامی مالیاتی ادارے اپنے جملہ مالی وغیر مالی معاملات میں شفافیت لانے کے لیے کوشاں ہیں اور ان کے سروں پر ہمیشہ ایکسٹرنل شریعہ آڈیٹر کا خوف سوار ہوتا ہے اور یہ تب ہوتا ہے جب متعلقہ آڈٹ فرم کی ہیومن ریسورس کیپیسٹی مضبوط ہو آڈٹ کے پینل پر ایسے شریعہ آڈیٹرز ہو جو نہ صرف شرعی علوم پر دسترس رکھتے ہوں بلکہ وہ مروجہ مالیاتی امور اور بینکنگ آپریشنز کو کماحقہ جانتے ہو اور ظاہر ہے ایسے لوگ اپنی فیلڈ کے ماہر لوگ ہوتے ہیں جن کو ان کی قابلیت کے مطابق مراعات دینی ضروری ہیں ۔۔۔لیکن فیلڈ میں ہوتا ہے کیا ہے کہ آڈٹ فرمز ہر ایسے بندے کے تلاش میں ہوتے ہیں جو بارگیننگ کے پوزیشن میں ہو اور فرم کو یہ توقع ہو کہ وہ کم سے کم مالی پیکج پر راضی ہو گا بھلے وہ پارٹ ٹائم کام کرنے والا ہی کیوں نہ ہو۔۔دوسری طرف اس فیلڈ میں قابل اور ذی استعداد لوگوں کا آٹا کم یاب ہوا کیونکہ ان معمولی مالی مراعات میں ان کا گزر بسر مشکل ہو تو اس کا لازمی نتیجہ یہ نکلا کہ ہر وہ بندہ جس کو کسی بھی دوسرے ادارے میں نااہلی یا زیادہ مالی مطالبات کی وجہ سے جگہ نہ مل سکا وہ آخری سہارے کے طور پر آڈٹ فرمز کو جوائن کرنے پر مجبور ہوتا ہے اور مجبوری میں جو بھی کام انسان کرتا ہے اس کام میں اس کی ذاتی دلچسپی باقی نہیں رہتی اور اس ذمہ داری کو محض ایک بوجھ سمجھ کر اتارنے کی کوشش کرتا ہے۔یوں مالی مراعات کی کمی اگر ایک چیلنج ہے تو کام میں عدم دلچسپی، ذی استعداد اور اپنے پیشے سے مخلص لوگوں کا اس فیلڈ میں نہ آنا اس سے بڑھ کر دوسرا چیلنج ہے۔

اسی کے ضمن میں ایک اور اہم مسئلہ یہ بھی ہے کہ شریعہ آڈیٹر کے لیے ترقی کے راہیں مسدود ہیں یعنی وہ جس پوسٹ پر روز اول سے بھرتی ہوتا ہے اپنی کیریر کے اس تمام عرصہ میں وہ اسی ایک پوسٹ پر براجمان ہوتا ہے وہ اپنی ذمہ داری جتنا بہتر طریقے سے ادا کیوں نہ کرے اسکو مادی طور پر اس کا کوئی صلہ نہیں ملتا۔۔برخلاف دیگر

اسلامی مالیاتی اداروں کے کہ وہاں کوئی بھی ملازم اپنی کارکردگی کی بنیاد پر تدریجاً ترقی کے منازل طے کرتے ہوئے شریعہ ایڈوائزر کی پوسٹ تک جا پہنچتا ہے پہلے پہل ایک بندہ شریعہ آفیسر بھرتی ہوتا ہے پھر وہ انٹرنل شریعہ آڈیٹر بن جاتا ہے پھر ترقی کرتے ہوئے وہ شریعہ بورڈ کا ممبر بن جاتا ہے اس کے بعد وہ کل وقتی شریعہ ایڈوائزر بن جاتا ہے جسکو آر ایس بی ایم بھی کہا جاتا ہے اور بالآخر وہ شریعہ ایڈوائزر کی سیٹ پہ آبھیٹتا ہے ۔تو دیکھیں ترقی کا یہ تدریجی مراحل دیگر اسلامی مالیاتی اداروں میں تو موجود ہے جس کی وجہ سے اچھے اچھے ذی استعداد اس طرف آنے کی کوشش کرتے ہیں جب کہ ترقی کا یہ عمل آڈٹ فرمز میں مفقود ہے جس کی وجہ سے لوگوں کی دلچسپی اس فیلڈ میں ختم ہوتی جارہی ہے اور لوگ اس طرف آنے سے کتراتے ہیں۔"

شریک نمبر (3) کی رائے یہ تھی کہ "دراصل جس طرح مالی پیکیجز اور مراعات بینکوں میں ہوتے ہیں آڈٹ فرمز کے اندر ان کا آدھا حصہ بھی نہیں دیا جاتا اور یہ تمام آڈٹ فرمز کی مشترکہ کمزوری ہے کہ وہ مالی مراعات بہت کم دیتے ہیں جس کی وجہ سے شریعہ آڈیٹر کے پاس اسی انڈسٹری میں متبادل کا اختیار ختم ہو جاتا ہے۔ بر خلاف اسلامک بینکس کے کہ پہلے پہل وہاں مراعات قدرے بہتر ہوتے ہیں دوسرا ہر ملازم کے پاس قدرے بہتر متبادل کا آپشن کھلا رہتا ہے وہ اپنی تجربہ اور کارکردگی کی بنیاد پر کسی دوسرے بینک کو اچھی پیکج کے بدلے جوائن کر سکتا ہے اور ساتھ ساتھ اس کو ترقی کے مواقع بھی یکساں میسر آتے ہیں جبکہ ایکسٹرنل شریعہ آڈیٹر کے لیے آڈٹ ہی میں رہتے ہوئے ترقی کا کوئی موقع ہاتھ نہیں آتا۔۔۔یہی وہ بنیادی وجہ ہے کہ ایک بندہ کسی اسلامی بینک کے نوکری کو بخوشی قبول کرتا ہے جبکہ کسی آڈٹ فرم کی نوکری یا اڈٹ کو بطور پیشہ اختیار کرنے سے کتراتا ہے۔ شریعہ آڈٹ کی طرف لوگ بامر مجبوری آتے ہیں اپنی خواہش سے نہیں (یعنی میں نے کم ہی لوگوں کو دیکھا ہے جو اپنی ذاتی دلچسپی کی وجہ سے اس فیلڈ میں آئے ہو) کیونکہ شریعہ آڈیٹر کے لیے آڈٹ فرمز کی طرف سے اہلیت کا کوئی پیمانہ مقرر ہے اور نہ ہی کوئی حوصلہ افزا مالی پیکج، چونکہ وہ مجبور ہوتا ہے اور ان فرمز کو تو ایسا ہی مجبور بندہ درکار ہوتا ہے جو کم سے کم مالی پیکج پر راضی ہو۔ بعض اوقات ایکسٹرنل شریعہ آڈٹ ایسا آدمی آتا ہے جسے نوکری نہیں مل رہی ہوتی تعلیم کے باوجود وہ نہ بینک میں آسکا، نہ وہ انٹرنل شریعہ آڈٹ میں آسکا، نہ وہ شریعہ کمپلائنس آفیسر بن سکا نہ وہ کسی کمپنی میں کام کر سکا اس کو کہیں ملازمت نہیں ملی وہ سوچتا ہے کہ چلو یار ویسے فارغ بیٹھے ہو جاب کہیں نہیں مل رہی آڈٹ فرم جوائن کرو۔ فرم جوائن کرنے کے بعد جب وہ فیلڈ میں جاتا ہے تو پھر بینکس کے شریعہ بورڈ کے ساتھ خوامخواہ پنگے لے رہا ہوتا ہے، جس کی علت اس کے پاس مطلوبہ علم اور ذاتی دلچسپی کا فقدان ہوتا ہے۔"

شریک نمبر (2) کے ہاں ایک چیز، جو کسی حد تک اثر انداز ہوتی ہے اور نہیں بھی ہوتی، یہ ہے کہ "جو ایکسٹرنل شریعہ آڈٹ فرمز ہیں ان کے میں پے سکیل کافی کم ہے اور یہ بڑی واضح سی بات ہے کہ آپ جتنا اچھا پیکج دیں گے اتنا پرفارم کرنے والے کی صلاحیتوں پر فرق پڑے گا اور کام میں دلچسپی پیدا ہو گی وہ اپنی ذمہ داری بخوبی نبھائے گا لہذا اس بارے غور و فکر ہونی چاہیے اور ان کے لیے (یعنی ایکسٹرنل شریعہ آڈیٹر کے لیے) بھی معقول معاوضہ مقرر ہونا چاہیے۔ شریک نمبر (2) کا مزید کہنا تھا کہ ایک آخری چیز جو میرے خیال میں ان تمام مسائل کا حل بھی ہے جن کا ہم نے اوپر ذکر کیا وہ یہ کہ ہمارے ہاں جو اڈٹ فرمز کام کر رہی ہیں خصوصاً بگ فور یا ٹاپ ٹین، ان کی لسٹنگ اور رینکنگ کے لیے ایک معیار مقرر کرنا چاہیے۔ سٹیٹ بینک، ایس ای سی پی اور آئی کیپ کی خصوصی توجہ اس بات کی طرف ہو کہ اگر کوئی آڈت فرم بگ فور یا فائیو یا ٹاپ ٹین کا کا ٹائٹل مینٹین کرنا چاہتا ہے تو ان کے لیے اس معیار پر پورا اترنا ضروری ہے اور اس معیار کی درج ذیل مینڈیٹری ریکوائرمنٹ ہونی چاہئیں:

- ہیومن ریسورس کیپیسٹی (کسی آڈٹ فرم کے پاس آڈیٹر جتنے زیادہ تعداد میں ہو وہ فرم اور آڈیٹر اچھا پرفورم کرے گا اور دونوں پر ذمہ داریوں کا بوجھ ہلکا ہو جائے گا۔ ورنہ فیلڈ میں دیکھا گیا ہے کہ آڈٹ فرم کے پاس ایک یا دو آڈیٹر ہوتے ہیں اور ان کو کئی مالیاتی اداروں کا آڈٹ مختصر مدت میں کرنا ہوتا ہے جس کی وجہ سے ان پر کام کا بوجھ بڑھ جاتا ہے جو بیک وقت ان کی کارکردگی کو متاثر کرتا ہے)
- مارکیٹ کے مطابق معاوضہ کی فراہمی
- مناسب پیشہ وارانہ ٹریننگ
- آڈیٹر کی تعلیمی کیفیت (یعنی جید مفتی ہونے کے ساتھ آڈٹ کے مروجہ طریقہ کار سے بھی بخوبی آگاہ ہو اور کسی عالمی معیاری ادارے کا سند یافتہ بھی ہو)
- آڈٹ کا تجربہ وغیرہ

اس میں وہ تمام مسائل اور مشکلات خود بخود حل ہو جائینگیں جو اس وقت آڈٹ انڈسٹری کو درپیش ہیں۔"

شریک نمبر (1) ایکسٹرنل شریعہ آڈٹ کو درپیش اس چیلنج کے بارے میں اپنی رائے کا اظہار یوں کر رہا ہے کہ "مشکل تو ہمارے ہاں external sharia audit کے جو firms ہیں ان کے پاس HR کا issue ہے کیونکہ ان کے پاس HR کی شدید کمی ہے اور جو ہے بھی وہ مطلوبہ درجے تک کے competent نہیں ہیں اور جو کمپیٹنٹ ہے ان کا اس فیلڈ کی طرف کوئی ذاتی رغبت اور شوق نہیں ہے اس لئے کہ competency لی جاتی

ہے انڈسٹری کے اندر رہ کر کام کرنے سے اور بد قسمتی سے ہمارے Audit firms اپنی Salaries کے حساب سے اور Packages کے حساب سے ایسے نہیں ہیں جو کہ انڈسٹری کو meet کر سکے۔ اس لئے جو بندہ ایک دفعہ بینک میں آجاتا ہے تو وہ پھر واپس اس firm میں جانے کے لئے تیار نہیں ہوتا اس کے علاوہ اگر آپ دیکھے تو اس فیلڈ میں ترقی کے مواقع نہ ہونے کے برابر ہے اس لیے جو بندہ آڈٹ فیلڈ کی طرف آجاتا ہے تو وہ اسی فیلڈ کا ہو کر رہتا ہے اور اس کا scope صرف audit ہی کا رہ جاتا ہے جبکہ بینک میں وہ یہاں کئی سارے کام خود ہی کر رہا ہوتا ہے تو اس کو سیکھنے اور آگے بڑھنے کے مواقع ہاتھ آجاتے ہیں۔ یہی وہ تمام وجوہات ہیں جن کی بنا پر عام طور پر audit firms کو اچھی resource نہیں مل پا رہی ہوتی۔"

شریک نمبر (2) کا مزید کہنا تھا کہ "آڈٹ میں سب سے پہلی چیز ہیومن ریسورس کی کمی ہے جس طرح بینکوں میں وافر مقدار میں شریعہ سکالرز موجود ہیں، ایسا ہی آڈٹ فرمز میں بھی دوہرے تعلیم یافتہ لوگوں کی ضرورت ہے میں نے اچھے بھلے ذی استعداد لوگوں کو دیکھا ہے جو اس طرف آنے سے کتراتے ہیں اس بے رغبتی کی وجوہات پر غور کرنا چاہیے اور میں سمجھتا ہوں کہ بے شک اس کمی کو دور دور کرنے لے لیے سٹیٹ بینک یا آئی کیپ کردار ادا کر سکتا ہے کیونکہ یہ کمی ریگولیٹرز کی مداخلت کے بغیر اس لیے پورا نہیں ہو سکتی کہ اس کے جو اسباب ہیں وہ ریگولیٹر ہی دور کر سکتا ہے مثلاً جو ایک دو اہم اسباب ہیں وہ ہیں مالی معاوضات یا تنخواہوں کی کمی اور ترقی کے مواقع کا ناپید ہونا۔"

شریک نمبر (5) نے اس مسئلہ کے بارے میں کہا کہ "جیسے میں نے آپ سے صرف اتنا کہا کہ ایسے لوگ جو رسمی اور غیر رسمی دونوں تعلیمی کردار کے مالک ہوں انہیں آڈٹ کی فیلڈ کی طرف آنا نہیں چاہئیے اور میری ذاتی رائے تو یہی ہے کہ جب تک اس کمی کو دور نہیں کیا جاتا اور اس کے لیے مناسب اقدامات نہیں اٹھائے جاتے تو شریعہ آڈٹ کما حقہ نافذ نہیں ہو سکتا۔ مختصراً اس کے چیدہ چیدہ اسباب گوش گزار کرتا ہوں اور یہ وہ تمام چیلنجز ہیں جس کا انڈسٹری کو اس وقت سامنا ہے مثلاً: آڈیٹرز کو جو مالی معاوضہ ملتا ہے وہ اس کے کام اور صلاحیت دونوں کی بنسبت بہت زیادہ کم ہیں اور اگر یوں کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا کہ اس تنخواہ میں سفید پوشی کی زندگی گزارنا بہت مشکل ہے۔ اس فیلڈ میں چونکہ اکثر ہمارے کولیگز ہیں اور ان سے وقتاً فوقتاً ملاپ ہوتا ہے، جب بھی ان سے ملتے ہیں تو وسائل اور تنخواہ کی کمی کا رونا روتے ہیں۔ تو اس حساس مسئلہ کی طرف ریگولیٹر، آڈٹ فرمز اور ہمارے بڑوں کو متوجہ ہونا ہوگا۔ ورنہ مستقل قریب میں رجال کار کی کھپت پڑ جائے گی۔ اور کمی تو پہلے سے ہے۔ ایک اور

سبب یہ بھی ہے کہ آڈٹ میں رہتے ہوئے آپ کبھی ترقی نہیں کر سکتے میں اس فیلڈ میں چونکہ بذات خود رہا ہوں تو مجھے اس کے باریکیوں اور خامیوں کا بخوبی اندازہ ہے۔ جیسے عسکری اداروں میں سپاہی بھرتی ہونے والا اسی پوزیشن پر ریٹائرڈ ہو جاتا ہے یہی حالت آڈٹ کے فیلڈ کی ہے۔۔یہی وہ اہم اسباب ہیں جس کی وجہ سے اس فیلڈ کی طرف لوگوں کے آنے کا تناسب بہت کم ہے۔"

۲۔آڈٹ کی دورانیہ میں یکسانیت اور ذمہ داریوں کا بوجھ

دوسری چیلنج جو ایزا کو درپیش ہے وہ یہ ہے کہ تمام مالیاتی ادارے چاہے وہ اسلامی ہوں یا مروجہ تمام کے آڈٹ کے لیے ریگولیٹر کی طرف سے ایک مخصوص مدت مقرر ہوتی ہے مثلاً پاکستان میں جون سے لیکر اگست تک تمام اداروں کا آڈٹ ہونا ضروری ہے اب پہلی بات تو یہ ہے کہ پاکستان میں اچھی ساکھ رکھنے والے آڈٹ فرمز معدودے چند ہیں جن کو تمام اسلامی مالیاتی اداروں کا آڈٹ کرنا پڑتا ہے، یوں ایک ہی آڈٹ فرم کو کئی اداروں کا آڈٹ کرنا پڑتا ہے۔دوسری بات یہ کہ آڈٹ فرمز کے پاس شریعہ آڈٹ کرنے کے لیے مطلوبہ ہیومن کیپیسٹی نہیں ہے اس لیے کہ ہر فرم کے ساتھ زیادہ سے زیادہ دو شریعہ آڈیٹر ہوتے ہیں (ہیومن ریسورس کی کمی کے پیچھے دو بنیادی عناصر مالی معاوضات کی کمی اور ترقی کے مواقع کا ناپید ہونا ہے) چنانچہ اگر وہ موجودہ ریسورسز کے ساتھ اگر آڈٹ کرتے ہیں تو اس مختصر دورانیہ میں اپنے محدود وسائل کو بروئے کار لاتے ہوئے ایک آڈیٹر کو کئی بینکوں کی نگرانی کرنی پڑتی ہے جس کی وجہ سے اس پر کام اور ذمہ داریوں کا بوجھ بڑھ جاتا ہے جو براہ راست اس کی کارکردگی کو متاثر کرتا ہے۔

اس بارے میں شریک نمبر (4) رائے تھی کہ "ایک اور چیلنج جس کا اس انڈسٹری کو سامنا ہے وہ آڈٹ کا ٹائمنگ ہے یہ تو پہلے سے طے ہے کہ اس فیلڈ میں لوگوں کی کمی ہے اور اس پر مستزاد تمام اسلامی بینکس جو کہ تقریباً 21 ہیں کے آڈٹ کا دورانیہ اور وقت ایک ہی ہے۔ پاکستان میں اس وقت کوئی چار پانچ بڑے بڑے فرمز شریعہ آڈٹ آفر کرتے ہیں اور ہر فرم کے پاس زیادہ سے زیادہ دو آڈیٹر ہوتے ہیں تو آپ اندازہ لگائیں کہ سات آٹھ بندے دو تین مہینے کے عرصہ میں کیسے اتنے سارے اداروں کا آڈٹ کر سکیں گے۔۔اور اسی سے جڑا ایک اور مسئلہ جس کی طرف میں آپ کی توجہ مبذول کرانا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ بسا اوقات ایک آڈٹ فرم کے پاس زیادہ سے زیادہ دو ماہر شریعہ ایکسٹرنل آڈیٹر ہوتے ہیں، جنہیں مناسب مقدار میں آڈیٹر کی عدم دستیابی اور آڈٹ ٹائمنگ کی یکسانیت

کی وجہ سے کسی بڑے اسلامی مالیاتی ادارے کے آڈٹ کرنے میں کافی مشکلات پیش آتے ہیں جس کی وجہ سے آڈیٹر پر ذمہ داریوں کا بوجھ بڑھ جاتا ہے اور ایک موقع پر وہ مزید پرفورم کرنے کے قابل نہیں رہتا۔"

شریک نمبر (1) کا کہنا تھا کہ "آڈٹ فرمز کی عملی دُشواریوں میں سے ایک یہ ہے کہ تمام بینکوں کے same year ends ہیں، دسمبر پر end ہیں۔ تو تقریباً 22 بینک ہیں (ان میں سے کچھ تو مکمل اسلامی ہیں اور کئی سودی بینکوں نے بھی اسلامک بینکنگ کی سروسز ونڈوز کی شکل میں دینی شروع کی ہے) اور ہمارے پاس big four firms کے علاوہ پانچ چھ اور بھی ہیں اب ان سب کو ملا کر انہوں نے تقریباً 22 بینکوں کا آڈٹ کرنا ہے سو یہ ٹائم ان کے لئے بڑا مسئلہ ہوتا ہے۔ اس پر مستزاد آڈٹ فرم کا شریعہ ایڈوائزر ایک ہوتا ہے۔ اب ایک ہی شریعہ ایڈوائزر نے ایک ہی وقت میں 6 بینکوں کے آڈٹ کو supervise کرنا ہے۔ جس کی وجہ سے ایک تو ان پر بوجھ بڑھ جاتا ہے اور دوسرا ان کی کارکردگی بھی متاثر ہو جاتی ہے۔۔اس لیے کہ جب ذمہ داریاں زیادہ ہوں تو کارکردگی تو متاثر ہوتی ہے۔"

شریک نمبر (5) نے کہا "کہ یہ دو اسباب (مالی معاوضہ کی کمی اور ترقی کے مواقع کا نہ ہونا) جن کا ذکر ما قبل میں ہوا یہی تقریباً ان تمام مفاسد اور مسائل کا جڑ ہیں جو اسوقت اس فیلڈ میں درپیش ہیں کیوں کہ جب ایک طرف مراعات کی کمی وجہ سے جب لوگ نہیں آئیں گے اور دوسری طرف اسلامی مالیاتی اداروں کے حجم اور کمیت میں روز بروز اضافہ ہو رہا ہے تو مجبوراً چند ہی لوگوں کو بیک وقت ایک سے زیادہ فرمز سے منسلک ہونا پڑے گا جس سے ان پر دباؤ بڑھے گا جس کی وجہ سے ان کی کارکردگی لازمی طور پر متاثر ہو گی گو کہ مراعات کی یہ کمی کئی دیگر مفاسد کو جنم دیتی ہے۔"

۳۔ اسلامی مالیاتی اداروں کے معاملات میں عدم یکسانیت

معاملات میں عدم یکسانیت کا مطلب یہ ہے کہ اسلامی مالیاتی اداروں بالخصوص بنکیوں کی طرف سے فراہم کی جانی والی خدمات مقابلہ سازی کی وجہ سے ایک دوسرے سے کسی حد تک مختلف ہیں چنانچہ کسی بینک کا شریعہ بورڈ ایک پروڈکٹ کی اجازت دے دیتا ہے جبکہ دوسرے بینک کا شریعہ بورڈ اسی پروڈکٹ کی اجازت نہیں دیتی جیسے کسی اسلامی مالیاتی ادارے کی شریعہ بورڈ کی طرف سے کرنسی سلم، تورق اور کریڈٹ کارڈ کی اجازت دی جاتی ہے جبکہ دیگر کئی اداروں کے شریعہ بورڈان عقود کی بوجوہ اجازت نہیں دیتا۔ ان اداروں کے معاملات میں عدم یکسانیت ہی ایکسٹرنل شریعہ آڈٹ کے لیے ایک معیاری فارمیٹ کی تیاری میں سب سے بڑی رکاوٹ ہے۔

شریک نمبر (4) نے اس مسئلہ کے بارے میں فرمایا کہ "ایک آخری چیز جس کا یہاں ذکر کرنا ضروری ہے اور وہ ان تمام چیلنجز کا تتمہ ہے وہ ہے اسلامی مالیاتی اداروں کے معاملات میں عدم یکسانیت۔ آپ اس کو مختصر یوں سمجھیں کہ بہت سے ایسے موڈ آف ٹرانزکشنز ہیں جن کا ایک بینک کا شریعہ بورڈ اجازت دیتی ہے (وہ الگ بات ہے کہ شریعہ بورڈ کے اس فیصلہ پر بہت سے خارجی عوامل اثرانداز ہوتے ہیں) اور ہو بہو وہی معاملہ اور ٹرانزکشن دوسرے بینک کے شریعہ بورڈ کی نظر میں درست نہیں ہوتا اور بینک کو اس کی اجازت نہیں دی جاتی۔ معاملات کی یہی عدم یکسانیت ایک بڑا چیلنج ہے۔ اور جو ہم نے جو آڈٹ کے لیے معیاری فارمیٹ کی کمی کا ذکر کیا اس کی تیاری میں یہی چیز سب سے بڑی رکاوٹ ہے۔"

شریک نمبر (1) نے کہا کہ "دوسری بات یہ ہے کہ ہمارے ہاں بینکوں میں پراڈکٹس کی policies مختلف ہوتی ہے۔ مثلاً میں (فرض کریں بینک اسلامی) مرابحہ کے حوالے سے ایک چیز کے کاروبار کی اجازت نہیں دے رہا تو میزان بینک اس کی اجازت دے رہا ہوتا ہے یا میزان نہیں کر رہا لیکن دبی اسلامک بینک اس کا جواز مہیا کر رہا ہوتا ہے، اسی طرح ہم، کرنسی سلم، تورق اور کریڈٹ کارڈ کی اجازت نہیں دیتے جبکہ دیگر بینک اس کی اجازت دیتے ہیں تو اس حوالے سے بھی external auditors کو مشکلات پیش آتی ہیں جن کو دور کرنے کی ضرورت ہے یعنی disharmonizing کو ہم کس طرح سے دور کر سکتے ہیں یہاں پہ ہم ایک رپورٹ بنا رہے ہوں گے اور وہ دوسری رپورٹ نکال رہے ہوں گے، یہاں آڈیٹر کو الگ رپورٹنگ فارمیٹ اپنانا پڑتا ہے اور وہاں پر الگ۔ تو ایک ہمیں انڈسٹری کا issue ہے کہ ان کے معاملات standardized نہیں ہیں اور اسی کا اثر ہمارے آڈٹ پر بھی پڑھ رہا ہو گا تو اس حوالے سے کام کرنے کی ضرورت ہے۔"

شریک نمبر (۳) کے رائے کے مطابق "ایک بہت ہی ضروری بات جس کی طرف میں جا رہا ہوں اور شاید مولانا جاوید صاحب نے بھی اس مسئلہ پر روشنی ڈالی ہو اس لیے کہ اس نے آئی کیپ کی طرف سے بنائی گئی اس کمیٹی میں کام کیا ہے جو اس مسئلہ کے حل کے لیے بنائی گئی تھی، وہ ہے ڈس ہارمونائزیشن۔۔۔۔ اگر آپ دیکھے تو کنونشنل آڈٹ یا فائنانشل آڈٹ کرنا مالیاتی اداروں کے لیے کئی دہائیوں سے ضروری ہے۔۔ اس طویل عرصہ میں کنونشنل آڈٹ کئی تجربات سے گزرا ہے اور ملکی وہ بین الاقوامی سطح پر اس پر بہت کام ہوا ہے جس کی نتیجہ میں پوری دنیا میں کنونشنل آڈٹ کا ایک لگا بندھا فارمیٹ یا پروسیجر وجود میں آچکا ہے لہذا ایک نارمل آڈیٹر کے لیے آڈٹ کرتے وقت اس حوالے سے کوئی پریشانی نہیں ہوتی کہ میں نے چیک لسٹ کیسی بنانی ہے، سمپلنگ کیسے کرنی ہے کن کھاتوں

کو یا کن کن چیزوں کو چیک کرنا ہے رپورٹنگ کیسے کرنی ہے وغیرہ ،اس لیے کہ عرصہ دراز سے نارمل آڈٹ باقاعدگی سے ہو رہا ہے اور اس کے لیے درکار تمام ضروری چیزیں ویل ڈاکومنٹڈ ہے۔۔۔یہ جو ہم کہہ رہے ہیں کہ نارمل آڈٹ کی تمام چیزیں ڈاکومنٹڈ ہیں اس کی بنیادی وجہ ہارمونائزیشن ہے یعنی کنونشنل اداروں کے تمام تر معاملات ایک معیاری نظام کے تحت سرانجام دئے جاتے ہیں یا سٹینڈرڈ فارم میں ہوتے ہیں۔۔جبکہ اسلامی مالیاتی اداروں کے معاملات چونکہ ایک دوسرے سے قدرے مختلف ہوتے ہیں اس لیے ان کے آڈٹ کے لیے کسی لگی بندھی فارمیٹ یا پروسیجر بنانا مشکل ہے۔"

۴۔ریگولیٹر کی طرف سے آڈٹ فرمز کو شریعہ آڈٹ کے لیے درکار اقدامات بارے پیشگی لائحہ عمل طے نہ کرنا بھی ایک اہم چیلنج ہے۔

اس کا مطلب یہ ہے کہ آڈٹ فرمز کو رجال کار کی کم یابی جیسے مشکلات کا سامنا ہے اس کی بنیادی وجوہات میں سے ایک وجہ نسبتاً معاوضات کی کمی ہے۔نسبتاً کا مطلب یہ ہے کہ ایکسٹرنل شریعہ آڈیٹر جیسے مہارتوں والا انسان آڈٹ کے علاوہ اگر کسی دوسری انڈسٹری میں اپنی خدمات سرانجام دیدے تو آڈٹ فرمز کے مقابلہ میں اس کو دوگنا یا سہ گنا زیادہ معاوضہ ملے گا۔ایک آڈیٹر کے معاوضات کی حدبندی کے حوالے سے ریگولیٹر کوئی حوصلہ افزا کردار ادا نہ کر سکا ریگولیٹر کا اس طرح سرد مہری دیکھانا ایک اہم ایشو ہے۔

اس چیلنج کے بارے میں صرف شریک نمبر (4) نے اپنی رائے کا اظہار ان الفاظ میں کیا کہ "اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ایسا ہوتا کیوں ہے ؟اس سوال کا جواب دراصل تیسرے چیلنج کی نشاندہی کرتا ہے اور وہ یہ کہ اسلامی مالیاتی اداروں کے ریگولیٹر یعنی ایس بی پی اور ایس ای سی پی نے اس حوالے سے کوئی طریقہ کار نہیں بنایا ہے۔۔۔مالی مراعات کی اگر بات کی جائے تو ایس ای سی پی نے آڈٹ فرمز کے لیے اس حوالے سے کوئی حدبندی نہیں کی ہے کہ وہ ایک شریعہ آڈیٹر کو کتنی تنخواہ پر رکھے اس کو اضافی کیا مراعات دی جائے وغیرہ۔۔لہذا ہم کہہ سکتے ہیں کہ ریگولیٹر اس حوالے سے کوئی واضح لائحہ عمل نہیں دے سکا۔"

۵۔ایکسٹرنل شریعہ آڈٹ کے لیے مناسب نصاب سازی کا فقدان بھی بہت بڑا چیلنج ہے۔

نصاب سازی رجال سازی کا ذریعہ ہے ،ایکسٹرنل شریعہ آڈٹ کی فیلڈ میں اس وقت رجال کار کی کمی کا جو چیلنج درپیش ہے اس کی بنیادی وجوہات میں سے ایک اہم وجہ گریجویشن اور ماسٹر لیول پر نصاب سازی کا نہ ہونا ہے پاکستان بھر کے وہ تعلیمی ادارے جو اسلامی معیشت یا اسلامی مالیات میں گریجویشن ،ماسٹر پڑھاتے ہیں یا اختصاصی

کورس کرواتے ہیں ان کے نصاب میں شریعہ آڈٹ اختصاصی کورس کی حیثیت سے شامل نہ ہو سکا یہ ادارے اگرچہ جزوی طور پر شریعہ آڈٹ کا مضمون آفر کرتے ہیں جس کی وجہ سے گریجویٹ کو شریعہ آڈٹ کے بنیادی قواعد وضوابط کا علم ہو جاتا ہے تاہم وہ اس فن کا ماہر نہیں بن سکتا۔ چنانچہ اس حوالے سے شرکاء کے مختلف آراء سامنے آئیں۔

شریک نمبر (4) کے ہاں نصاب سازی بھی ایک اہم چیلنج ہے "مثلاً ایونیورسٹی لیول پر شریعہ آڈٹ کا شاید کوئی ایک آدھ کورس شامل نصاب ہو لیکن باقاعدہ اس کا الگ کوئی نصاب نہیں ہے جس کا لازمی نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ مالیاتی اداروں کے معاملات تو اسلامی ہوئے لیکن ان کا آزادانہ محاسبہ درکار صلاحیتوں کے فقدان کی وجہ سے ممکن نہ ہو سکا۔ مثلاً اگر آپ کسی بھی ماسٹر لیول کے طالب علم سے پوچھیں جس نے ماسٹر میں اسلامک لاء آف کنٹریکٹ پڑھا ہو کہ مرابحہ میں کتنے اسٹیپس ہوتے ہیں تو وہ فر فر بتا سکے گا لیکن اگر آپ اسے پوچھے کہ اس کی اکاؤنٹنگ کیسی ہو گی؟ یا ٹرانزکشن کو کن معیارات پر پرکھا جائے گا یہ شرعی اعتبار سے درست بھی ہے یا نہیں، جو کہ دراصل آڈٹ ہی ہے تو وہ یہ بتانے سے قاصر ہے۔ اس کی بنیادی وجہ یہی ہے کہ نہ تو یونیورسٹی لیول پر نصاب سازی پر توجہ دی گئی ہے اور نہ ہی ان مدارس میں اس حوالے سے کوئی کام ہو رہا ہے جہاں فقہ المعاملات پڑھائی جاتی ہے۔ لہذا نصاب سازی کا فقدان ایک بڑا چیلنج ہے۔"

شریک نمبر (3) نے اپنی رائے کا اظہار یوں کیا کہ "یہاں تک تو ریگولیٹر یا آڈٹ فرمز کی بات ہوئی جہاں تک ہمارے تعلیمی اداروں کا تعلق ہے تو وہ بھی اس سلسلے میں کوئی حوصلہ افزا نتائج یا تو بالکل دے نہ سکیں یا اگر دے سکیں تو وہ بھی معمولی نوعیت کے مثلاً آپ جامعۃ الرشید، اسلامک یونیورسٹی، آئی بی اے اور آئی ایم سائنسز وغیرہ جیسے تعلیمی اداروں کی مثال لے لیں جو اس وقت اسلامک فائنانس کی ترویج کے لیے کوشاں ہیں ان اداروں کے نصاب میں شریعہ آڈٹ کا مضمون سرے سے شامل نہیں ہے اختصاصی طور پر شریعہ آڈٹ پڑھانا تو دور کی بات ہے لہذا تعلیمی نصاب میں شریعہ آڈٹ کا شامل نہ ہونا ایک بہت بڑا چیلنج ہے جس کو جلد از جلد دور کرنے کی ضرورت ہے۔"

شریک نمبر (1) نے اپنی بات جاری رکھتے ہوئے فرمایا کہ "شریعہ آڈٹ اگر Curriculum میں پڑھایا جائے تو اس کی وجہ سے بہت سے ایشوز پر قابو پایا جا سکتا ہے لیکن شومئ قسمت کہ ہمارے ہاں شریعہ آڈٹ تو بعد کی بات ہے، ہمارے جتنے کورسز بھی چل رہے ہیں چاہے جس ادارے میں بھی ہوں .Ph.D، MS یا Master

لیول پر ہوں یا جو ادارے تخصصات میں Islamic Finance کو لا رہے ہیں ان کو چاہیے کہ طالب علم کو سب سے پہلے Conventional audit بہترین طریقے سے پڑھایا جائے، شریعہ آڈٹ انسان پڑھ لے گا جب اس کے پاس کنونشل آڈٹ کے بارے میں کافی علم ہو۔اس کے بعد چاہے وہ تخصص فی المعاملات کی فیلڈ سے ہے یا وہ پی ایچ ڈی، ایم ایس اور یا ماسٹر کر رہا ہے تو وہ شریعہ آڈٹ اور اسلامک بینکنگ آسانی سے پڑھ لے گا۔۔ پھر اگر کنونشل آڈٹ کے ساتھ ساتھ شریعہ آڈٹ کے کورسز بھی نصاب میں شامل ہو تو وہ سونے پہ سہاگہ ہے لیکن audit کی جو Skills اور knowledge ہے نا! اس پر توجہ دینے کی ضرورت ہے۔"

شریک نمبر (5) نے فرمایا کہ "شاید یہ بات پہلے آپ کے سامنے آئی ہو یا جن ماہرین کی آپ نے رائے لی ہے ابھی تک انہوں نے اس مسئلہ کی نشاہدہی کی ہو اور وہ نصاب سازی کا ایشو ہے میرے خیال میں شریعہ آڈٹ کے لیے بالکل الگ نصاب کی ضرورت نہیں ہے بلکہ کنونشل آڈٹ کے مضامین کے ساتھ اس کے لیے چند کورسز مختص کرنے چاہئیے اس لیے کہ ان دونوں کو آپ الگ نہیں کر سکتے ایک بندہ شریعہ آڈٹ میں اس وقت تک کمال پیدا ہی نہیں کر سکتا جب تک اس کو مروجہ آڈٹ اور اس کے اصولوں پر عبور حاصل نہ ہو البتہ عملی طور پر مناسب تربیت کے حوالے سے کوئی کسر نہیں چھوڑنی چاہیے یہ جو میں کہہ رہا ہوں کہ الگ نصاب کی ضرورت نہیں ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ کتابوں میں ہم کیا کچھ نہیں پڑھتے لیکن جب بات آتی ہے اس علم اور پڑھے ہوئے کی تنفیذ کی، تب ہم سرگرداں ہوتے ہیں کہ اس مرحلہ پر مجھے کیا کرنا ہے۔اور اس کا اہم سبب یہ بھی ہے کہ کتاب اور پریکٹیکل میں زمین و اسمان کا فرق ہوتا ہے۔"

۶۔ایکسٹرنل شریعہ آڈیٹر کے مناسب تربیت کا فقدان ایک اہم ایشو ہے۔

رجال کار کی کمی کی وجہ سے پہلے سے ہی آڈٹ فیلڈ مشکلات کا شکار ہے اور رہی سہی کسر شریعہ آڈیٹر کے مناسب ترتیب کے فقدان نے پوری کی اور یہ ایک ایسی خامی ہے جس کی طرف ابھی تک آڈٹ فرمز بشمول ریگولیٹر نے خاطر خواہ توجہ نہیں دی ہے برخلاف اسلامک بینکوں کے کہ وہاں انٹرنل آڈٹس وغیرہ جیسے ڈیپارٹمنٹس میں کام کرنے والوں کو ضروری بنیادی تربیت کے مراحل سے پابندی سے گزارا جاتا ہے۔

شریک نمبر (4) نے اس بابت جو یہ بات کی ہے کہ "اس فیلڈ میں مجبور لوگ آتے ہیں اور صلاحیت نہ ہونے کے باوجود کم لاگت کی وجہ سے آڈٹ فرمز ایسے ہی لوگوں کو ترجیح دیتے ہیں اس حوالے سے بھی آڈٹ فرمز بشمول ریگولیٹر نے اپنی ذمہ داریاں پوری نہیں کیں کیونکہ ایسے لوگوں کو مناسب عملی تربیت فراہم کرنے سے بہتری

لائی جاتی ہے یعنی کیپیسٹی بلڈنگ کرے۔ البتہ اسلامک بینکوں میں اس حوالے سے کام ہو رہا ہے اور ایس بی پی کی طرف سے انٹرنل آڈٹ کی تربیت کے لیے نیباف نامی مستقل ادارہ کا قیام کیا ہے۔

شریک نمبر (3) نے جس اہم مسئلہ کی طرف توجہ دلائی وہ " کیپیسٹی بلڈنگ پر محنت کا ہے، جس کے مختلف پہلو ہیں: ایک یہ کہ ان اداروں کی محنت اس لیول کی نہیں جس لیول پر بینکوں میں کوششیں ہو رہی ہیں۔ مثلاً اگر آپ دیکھیں تو سٹیٹ بینک آف پاکستان اسلامی بینکس کو اس بات کا پابند بناتا ہے کہ وہ اپنی ملازمین کے علم کو بڑھانے کے لیے وقتاً فوقتاً ٹریننگز کا اہتمام کریں تاکہ ان کو مستقبل میں ترقی کے مواقع مل سکیں اور خود ایس بی پی نے اس مقصد کے لیے اپنے زیر نگرانی نیباف کے نام سے ایک مستقل ادارہ کی بنیاد رکھی ہے۔۔۔ علاوہ ازیں آڈٹ فرم کی طرف سے بھی اس سلسلے میں کوئی واضح لائحہ عمل اختیار نہیں کیا گیا ہے جس کی ذریعے وہ اپنے آڈیٹر کی کیپیسٹی بلڈنگ کر سکیں۔"

شریک نمبر (2) نے کہا کہ دوسری چیز مناسب آڈٹ ٹریننگ یعنی پروفیشنل ٹریننگ کا فقدان ہے شریعہ آڈیٹر کے مناسب ٹریننگ کے لیے نہ تو ریگولیٹر ابھی تک کوئی روڈمیپ دے سکا اور نہ ہی آڈٹ فرمز اپنی طرف سے کوئی لائحہ عمل بنا سکے۔۔۔ اور میری ذاتی رائے کے مطابق اس میں سب سے زیادہ رول ریگولیٹر کو ادا کرنا چاہیے کیونکہ ٹریننگ دینا تو آڈٹ فرمز کے لیے لاگت کا باعث ہے یعنی اس پر اچھا خاصہ پیسہ خرچ ہوتا ہے تو وہ کیوں کر اپنا سرمایہ ضائع کریں (یہ ان کے نظر میں تو سرمایہ کا ضیاع ہے اگرچہ انڈسٹری کے رواج کے مطابق یہ مستقبل کے لیے سرمایہ کاری ہے) جس طرح سٹیٹ بینک نے نیباف کے ذریعے شریعہ سکالرز کے لیے کورس ڈیزائن کیا ہے جس کا مقصد یہ ہے کہ ایسے حضرات تیار کے جائیں کہ جس کے پاس شرعی علم ہو اور ساتھ ساتھ ان کو کارپوریٹ ورلڈ اور وہاں کے بزنسز نالج بھی سے بھی خبردار کیا جائے تو میں سمجھتا ہوں کہ ریگولیٹر کی اس طرف نظر کرم کے دور س اثرات آنا شروع ہوں گے۔

شریک نمبر (1) نے اپنی رائے میں "آڈیٹرز کے پاس پیشہ ورانہ تربیت کے فقدان" کا نکتہ اٹھایا کسی بھی آڈٹ فرم کے پاس اس بابت اپنے سٹاف کی پیشہ ورانہ تربیت دلانے کا واضح طریقہ کار موجود نہیں ان کو بینکنگ کے اپریشنز کے متعلق بتایا جاسکے بایں وجہ ان کے پاس banking experience بالکل بھی نہیں ہوتا اور ان کا سارا experience آڈٹ کا ہوتا ہے۔ چونکہ ان کو اپریشنز سے متعلق اتنی جان کاری نہیں ہوتی اس لیے وہ

معمولی بات پر بینک انتظامیہ اور شریعہ ڈیپارٹمنٹ سے الجھ پڑتے ہیں۔ یہ تو ہو گیا ان کی competence حوالے سے جس پر سوالات اُٹھائے جاتے ہیں۔"

۷۔ کنونشل آڈٹ کی طرح ایک تفصیلی فریم ورک یا فارمیٹ کا نہ ہونا بھی ایک اہم ایشو ہے۔

دنیا بھر کے بچتیں جمع کرنے والے مالیاتی اداروں کے لیے فائنانشل ایکسٹرنل آڈٹ کرانا قانوناً گئی دہائیوں سے لازم قرار دیا گیا ہے جس کے باعث دنیا کے ہر کونے میں اپنی خدمات فراہم کرنے والی ہر فرم پر سالانہ فائنانشل آڈٹ کرانا لازمی ہے جس کی نتیجہ میں ان اداروں کے معاملات میں شفافیت کو یقینی بنایا جاتا ہے۔ فائنانشل آڈٹ کے جملہ اپریشنز بشمول آڈٹ طریقہ کار، آڈٹ اسکوپ اور آڈٹ فارمیٹنگ وغیرہ کا طریقہ کار پہلے سے طے شدہ ہے جسکی معیاری صورت میں دنیا کے سامنے موجود ہے اس کی بنیادی وجوہات میں سے ایک یہ ہے کہ دنیا کے کسی بھی کونے میں آپ کو مروجہ مالیاتی اداروں کے جملہ معاملات میں یکسانیت دیکھنے میں آئے گی۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ فائنانشل آڈٹ کئی دہائیوں کے تجرباتی مراحل سے گزرا ہے، اس کے برعکس ایکسٹرنل شریعہ آڈٹ نوزائیدہ نظام ہونے کی وجہ سے دنیا کے اکثر حصوں میں نافذ العمل ہی نہیں اس لیے معیاری فریم ورک کے تحت لانے میں اس کو لمبا عرصہ تک تجرباتی مراحل سے گزارنا پڑے گا۔ یہ ایک ایسا چیلنج ہے جس کو سر کرنے کے لیے طویل المدتی جدوجہد کی ضرورت ہے۔

شریک نمبر (4) نے آڈٹ کے لیے تفصیلی فریم ورک نہ ہونے کا شکوہ کیا گیا تھا جب کہ ہماری رائے یہ تھی کہ اس طرف ذی استعداد لوگوں کا رجحان بوجوہ کم ہے نفس رجال کار کی پہلے سے کمی ہے لہذا ضروری ہوا کہ کم استعداد والے آڈیٹرز کے لیے کنونشل آڈٹ کی طرح فارمیٹ تیار کیا جائے جس کے مطابق وہ آڈٹ کریں اس صورت میں غلطیوں یا کوتاہیوں کا امکان کم سے کم ہو گا۔ لیکن اس حوالے سے ابھی تک آئی کیپ اور ایس ای سی پی کوئی تفصیلی فارمیٹ تیار نہیں کر سکے اگرچہ ایس جی ایف کے نفاذ کے بعد آئی کیپ پر اسٹیک ہولڈرز اور ماہرین کے ساتھ مل کر تفصیلی فارمیٹ تیار کرنے کی ذمہ داری عائد کی گئی تھی۔ لہذا تفصیلی فارمیٹ کا نہ ہونا بھی ایک اہم ایشو ہے جس کا شریعہ آڈیٹرز اور آڈٹ فرمز کو سامنا ہے۔"

شریک نمبر (2) نے اس مشکل کی نشاندہی کرتے ہوئے فرمایا کہ "دوسری بڑی کمی جو محسوس کی جا رہی ہے وہ ہے ایک تفصیلی فریم ورک کا نہ ہونا ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر شریعہ آڈٹ کا موازنہ فنانشل آڈٹ کے ساتھ کیا جائے تو اس میں بہت خامیاں نظر آئیں گی کیونکہ کنونشل آڈٹ کرنے والے کے پاس ہر ہر پہلو، ہر ہر حصے کے اوپر

، کمپلائنس، ریگولیشن اور آپریشن سے متعلق اتنی واضح ہدایات ہوتی ہیں کہ اس کے لیے آڈٹ پر فارم کرنا آسان ہو جاتا ہے اس کے برخلاف اگر کوئی شریعہ آڈیٹر کسی ادارے کا پہلی دفعہ آڈٹ کنڈکٹ کر رہا ہو تو اس کی رہنمائی کے لیے کوئی تفصیلی فریم ورک موجود نہیں ہوتا جو اس کو یہ بتا سکے کہ اس قدم پر یہ کام کرنا ہے، سیمپلنگ کی کرائیٹیریا زیہ ہے، اور آڈٹ رپورٹ کس طرح ڈیزائن کرنی ہے، فنریکل انسپیکشن کا طریقہ کار کیا ہے۔ ان تمام سوالات کے جوابات سے متعلق ان کے پاس کوئی تفصیلی فریم ورک نہیں ہوتا۔ اگر بات کروں آیو فی آڈٹ سٹینڈرڈز کی تو وہ بھی اجمالی ہیں، کیونکہ میں ۲۰۱۴ میں میں نے آیو فی کا متحان دیا، اس دوران مجھے مطالعے کا موقع ملا تو مجھے محسوس ہوا کہ وہ ایک اجمالی فریم ورک ہے جب کہ انڈونیشیا میں اس حوالے سے تفصیلی کام ہوا ہے اگر اس طرح کا اگر کوئی تفصیلی فریم ورک بالخصوص آئی کیپ کے مدد سے اسٹیبلش ہو جائے جو ایکسٹرنل آڈیٹر کی قدم بہ قدم رہنمائی کرتا ہو کہ اس کو کس طرح کام کرنا ہے بالکل اسی طرح جس طرح اسلامک بینکنگ کے لیے ایس جی ایف ہے۔ وہ اسلامک بینکس کو یہ بتاتا ہے کس مرحلے پر کون سا کام کرنا ہے، کس طرح کرنا ہے اور کس حد تک کرنا ہے وغیرہ تو بہتر ہو گا۔"

شریک نمبر (1) نے کہا کہ " کچھ عرصہ پہلے ICAP نے اسلامک بینکنگ کے تمام پراڈکٹس کے Standardized آڈٹ کے حوالے سے ایک اقدام کیا تھا، یعنی ایک ایسے معیاری میکنزم کی تیاری کے لیے ورکنگ شروع کی تھی جس کو فالو کر کے تمام اسلامک بینکس کا سٹینڈرڈائزڈ آڈٹ کیا جا سکے، اس سے پہلے چونکہ اسٹیٹ بینک کا بھی یہی کہنا تھا کہ آڈیٹرز کے طریقہ کار میں بہت فرق ہے تو انہوں نے بینکوں اور مختلف آڈٹ فرمز کو involve کیا کہ آپ سب مل کر اس پر کام کر لیں تاکہ آڈٹ چیک لسٹ، آڈٹ ورکنگ پیپرز اور آڈٹ کے طریقہ کار کو standardize کر لیں تو اس پر دو تین سال پہلے کام ہوا تھا جس میں میں بھی شریک تھا اور اس اقدام کا بنیادی مقصد یہ تھا کہ جس طرح normal audit میں ہر ایک چیز پہلے سے طے شدہ معیار کے مطابق چیک ہوتی ہے اسی طرح شریعہ آڈٹ کے لیے بھی ہمیں ایک standardize format کی ضرورت ہے جو شریعہ آڈیٹر کو اس حوالے سے مکمل راہنمائی فراہم کر سکے کہ کہاں کب اور کیسے چیز کو check کرنا ہے۔"

شریک نمبر (3) نے لب کشائی کرتے ہوئے فرمایا کہ " اب آتے ہیں ڈس ہارمونائزیشن کی طرف ۔۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اسلامی مالیاتی اداروں کے جملہ معاملات سٹینڈرڈائزڈ نہیں ہیں ، اس کے دو مطلب ہیں پہلا یہ کہ آپ اگر کسی ایک اسلامی بینک سے مرابحہ فائنانسنگ لے رہے ہیں تو اس کا طریقہ کار کچھ ہو گا اور اگر یہی

مرابحہ فائنانسنگ کسی دوسرے اسلامک بینک سے لیں تو اس کا طریقہ کار اور ریکوائرمنٹس کچھ اور ہونگے۔۔اور دوسرا مطلب یہ ہے کہ پاکستان میں تین چار ایسے موڈآف فائنانسنگ ہیں جو کنڑورشل ہیں مثلاً گرنسی سلم، تورق اور کریڈٹ کارڈ۔۔۔میزان بینک جو لیڈنگ اسلامک بینک ہے وہ ان میں سے کسی ایک کی اجازت نہیں دیتا ۔۔۔جبکہ ایک دو ایسے اسلامی بینکس موجود ہیں جو ان سب کی یا ان میں سے بعض کی نہ صرف اجازت دیتے ہیں بلکہ ان پر عمل پیرا بھی ہیں۔۔۔۔تو یہ ڈس ہامورنائزیشن ایک بہت بڑا چیلنج ہے جس کا اسلامی مالیاتی اداروں کو سامنا ہے اور جس کی وجہ سے ایکسٹرنل شریعہ آڈٹ کے لیے کسی معیاری فارمیٹ کی تیاری مؤخر ہے۔"

۸۔مناسب کیریئر کونسلنگ کی فقدان کی وجہ سے نئے لوگوں کا ایکسٹرنل شریعہ آڈٹ کی فیلڈ کی طرف رجحان نہیں ہے۔

ایکسٹرنل شریعہ آڈٹ کو اس وقت جس اہم ایشو اور چیلنج کا سامنا ہے وہ کیریئر کونسلنگ کا فقدان ہے اس کا سیدھا سادہ مطلب یہ ہے کہ جن لوگوں کا اسلامی مالیات سے کسی نہ کسی طرح واسطہ ہے ان کو اپنی اساتذہ یا بڑوں کی طرف سے مستقبل کے اہداف کی تعیین میں راہ نمائی مل جاتی ہے کہ وہ مستقبل میں جاکر کس شعبہ کو بطور پیشہ اختیار کریں۔ایسے لوگوں کی زیادہ تر راہ نمائی اسلامی بینکس، اسلامک فائنانشل مارکیٹس، تکافل اور انٹرنل شریعہ آڈٹ کی طرف کی جاتی ہے لیکن ایکسٹرنل شریعہ آڈٹ کو بطور پیشہ اختیار کرنے کا شاذونادر ہی کوئی مشورہ دیتا ہے جس کی وجہ سے باصلاحیت، محنتی اور مخلص لوگوں کا اس طرف رجحان کم سے کم تر ہوتا جارہا ہے۔

اس نزالے ایشو کو ہائی لائٹ کرتے ہوئے شریک نمبر (3) کا کہنا تھا کہ "ریگولیٹر، آڈٹ فرمز اور تعلیمی اداروں کے ضروری اصلاحات کے بعد طلبہ کی مناسب ذہن سازی ہونے چاہیے اور ان کو یہ باور کرانا چاہیے کہ شریعہ آڈیٹر کو بطور پیشہ اختیار کرکے اس کے پاس روشن مستقبل کے مواقع موجود ہیں۔۔لہذا اس حوالے سے اس فیلڈ میں آنے والے لوگوں کی مناسب کونسلنگ ہونی چاہیے اور یہی وہ اہم وسیلہ ہے جس کی ذریعے ہم ذی استعداد اور اپنے پیشے سے مخلص ہیومن ریسوسز کو اس طرف مائل کر سکتے ہیں۔۔۔مناسب کیریئر کونسلنگ کی فقدان کی وجہ سے شریعہ اڈٹ کا فیلڈ ابھی تک لوگوں کی توجہ کا مرکز نہیں بن سکا۔"

شریک نمبر (5) نے بھی اس طرف توجہ مبذول کرائی کہ " ہمارے ہاں جو تخصصات ہوتے ہیں ان کے گریجویٹس کا دیگر اسلامی مالیاتی اداروں کے طرف آنے کا رجحان زیادہ ہے بنسبت شریعہ آڈٹنگ کے ، مثلاً آپ کراچی کی مثال لے لیں یہاں جتنے بھی اسلامی مالیاتی ادارے ہیں ان میں اکثریت ہمارے کراچی کے دو تین نامی

گرامی مدارس کے فضلاء کا ہے البتہ جو آڈٹ فرمز ہیں ان میں کوئی خال خال نظر آئے گا۔اب یہ ایک الگ کہانی ہے کہ یہ فضلاء اس طرف کیوں نہیں آتے۔۔لہذا ہمارے مدارس کے ذمہ داران کو چاہیے کہ وہ اپنے فضلاء کو اس فیلڈ کی طرف آنے کی دعوت دیں اور اس شعبہ کی اہمیت ان کے سامنے رکھے کہ آڈٹ کے بغیر کوئی بھی شعبہ ترقی نہیں کر سکتا اس شعبہ کے فضائل بیان کریں اور انڈسٹری کے ماہرین سے وقتاً فوقتاً لیکچرز دلوائیں تاکہ وہ اس شعبہ کو بھی اسلامی مالیات کا ایک شعبہ سمجھیں۔"

نمبر شمار	شریک نمبر	چیلنجز/ایشوز							
		ماہرین کی بے رغبتی	آڈٹ کے دورانیہ میں یکسانیت اور ذمہ داریوں کا بوجھ	اسلامی مالیاتی اداروں کے معاملات میں عدم یکسا نیت	ریگولیٹرز کی طرف سے مسائل کے حل کے لیے پیشگی اقدامات کا فقدان	نصاب سازی کا فقدان	مناسب تربیت کا فقدان	تفصیلی فریم ورک یا فارمیٹ کا نہ ہونا	کیریئر کونسلنگ کا فقدان
1	1	ہاں	ہاں	ہاں	ہاں	نہیں	ہاں	ہاں	نہیں
2	2	ہاں	ہاں	نہیں	نہیں	نہیں	نہیں	ہاں	نہیں
3	3	ہاں	ہاں	نہیں	نہیں	نہیں	ہاں	ہاں	ہاں
4	4	ہاں	ہاں	ہاں	ہاں	ہاں	ہاں	ہاں	نہیں
5	5	ہاں	ہاں	ہاں	ہاں	نہیں	ہاں	نہیں	ہاں

خلاصہ

اس ریسرچ پیپر میں اس بات کو زیر بحث لایا گیا ہے کہ کس طرح اسلامی مالیاتی اداروں کے جملہ معاملات کے بارے میں تمام اسٹیک ہولڈرز کو یہ باور کرایا جائے کہ آپ نے اپنے سرمایہ کے حصول یا سرمایہ کے استعمال کے لیے جس پلیٹ فارم کا انتخاب کیا ہے وہ نہ صرف شریعت کے اصولوں سے ہم آہنگ ہے بلکہ وہ مروجہ مالیاتی اداروں سے یکسر مختلف ہے اور مسلسل اس کی کڑی نگرانی کی جاتی ہے اور اس معاملہ میں کسی قسم کی کوتاہی کی

گنجائش نہیں چھوڑی ہے۔ اس کے علاوہ اسٹیک ہولڈرز کے اعتماد کو برقرار رکھنے اور اسلامی مالیاتی اداروں کو اسلامی تعلیمات کے روح کے مطابق چلانے کے لیے ایک معیاری نظام کی ضرورت ہے لہذا ایس بی پی نے ایس جی ایف کا مرحلہ وار نفاذ کیا اور اسلامی مالیاتی اداروں کو ایس جی ایف پر عمل درآمد کو لازمی قرار دیا، اس پیپر میں ایس جی ایف کے مختلف ڈرافٹس کا تقابلی جائزہ پیش کیا گیا ہے اور ساتھ میں ایس بی پی کے علاوہ آیوفی اور آئی ایف ایس بی کا ایس جی ایف کے بابت مؤقف کو بھی بیان کیا ہے، اس پیپر میں بنیادی طور پر ایس جی ایف کے اہم جز ایکسٹرنل شریعہ آڈٹ، اس پر اٹھنے والے اعتراضات اور اس راہ میں حائل رکاوٹوں اور چیلنجوں کا ماہرین کی آراء کی روشنی میں جائزہ لیا گیا ہے کہ اس وقت تنفیذ کے بعد پاکستان میں ایکسٹرنل شریعہ آڈٹ کو کیا رکاوٹیں درپیش ہیں۔

References

[1] Ayūb, M. (2019). Chapter 21 Strengths, Gaps and Issues in Sharī'ah Governance Framework 2015 for IBIs in Pakistan. In Research in Corporate and Shari'ah Governance in the Muslim World: Theory and Practice (pp. 261–275). https://doi.org/10.1108/978-1-78973-007-420191023

[2] Ayāz, M., & Mansoorī, M. T. (2017). Strengthening Corporate Governance Regime for Islamic Banks in Pakistan: Focusing on the Principles of Amana and Mas'ulıyah. Journal of Islamic Business and Management (JIBM), 7(2), 178–196. https://doi.org/10.26501/jibm/2017.0702-003

[3] Aḥmed, M. M., Ziā Uddīn, & Iqbāl, M. (2017). The Role of Shariah Board in Islamic Banks: Pakistan's Perspective. Global Regional Review, II(I), 356–363. https://doi.org/10.31703/grr.2017(ii-i).25